جناب قاری فیوض الرحمٰن بی۔ اے پشاور یونیورسٹی

حق گوئی وبیباکی کی ایک نادر مثال

بنو امیہ کا دور ہے۔ حجاج بن یوسف فرماں روا ہے۔ سعید بن جبیرؒ ایک مشہور تابعی کی گرفتاری کا حکم دے دیا جاتا ہے۔ شروع شروع میں حجاج کے کارندے سعید بن جبیرؒ کو گرفتار کرنے میں ناکام ہو جاتے ہیں۔ دولت امیہ اپنے دامِ گرفت کو اور زیادہ سخت کر دیتی ہے۔ آپؒ بھی اپنی طرف سے کوشش کرتے ہیں۔ کہ اس کے ظالم پنجوں سے کسی طرح بچ سکیں۔ لیکن وہ اپنی اس کوشش میں کامیاب نہیں ہوتے۔ والئی مکہ ایک موقع پاکر ان کو گرفتار کرتا اور حجاج بن یوسف کے دربار میں بھجوا دیتا ہے۔ ذیل میں جو واقعہ پیش کیا جا رہا ہے۔ وہ اسلام کے ان سپوتوں کے ایک سپوت کی حق گوئی وبیباکی اور استقلال وثابت قدمی کا ایک ایسا شاہکار ہے جسے ہماری تاریخ نے انمٹ حروف میں جُوں کا توں محفوظ رکھا ہے۔ تاکہ آنے والی نسلیں اس سے سبق لے سکیں۔ یہ واقعہ ایک ایسی مثال پیش کرتا ہے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ حق گوئی وبیباکی اُن بزرگوں کے دل ایسے مضبوط کر دیتی ہے۔ کہ وہ موت کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ مگر پرواہ نہیں کرتے۔ باوجودیکہ وہ جلاد کے ہاتھ میں شمشیر برہنہ دیکھتے ہیں۔ مگر پرواہ نہیں کرتے۔ لاریب! وہ جانتے ہیں کہ اس دربار میں حق گوئی کا مظاہرہ کرنے والوں کی ضیافت دھانی اُن سونتی ہوئی تلواروں سے کی جاتی ہے۔ جو جلادوں کے ہاتھ میں ہیں۔ اور بلاشبہ وہ یہ بھی جانتے ہیں۔ کہ حق پرستوں کو حق پرستی سے باز رکھنے کی یہ ایک سازش ہے۔ مگر یہ سازش ان کے بے مثال جذبۂ حق کے سامنے بالآخر سرنگوں ہو جاتی ہے ـــ کیوں؟ ـــ اس لئے کہ ان حضرات کے نزدیک، ظالم بادشاہ کے سامنے حق کا اعلان کرنا بہترین جہاد کہلاتا ہے۔ وہ دنیا کے بڑے سے بڑے بادشاہ کے سامنے بھی حق گوئی وبیباکی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے ؎

آئینِ جوانمرداں حق گوئی وبیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

اچانک حجاج بن یوسف، سعید بن جبیرؒ کو اپنے دیکھتا اور اُن سے مخاطب ہوتا ہے۔
حجاج ـــ کون ہو؟ آپؒ فرماتے ہیں۔ "سعید بن جبیرؒ" حجاج انتہائی غصہ میں آجاتا ہے۔ جسکی وجہ سے اس کو اُن کے نام کے اچھے الفاظ بھی تلخ معلوم ہوتے ہیں۔ اور جوشِ غضب میں کہنے لگتا ہے۔ "اَنتَ شقیّ بن کسیر" آپؒ فرماتے ہیں: میری والدہ میرا نام تجھ سے بہتر جانتی تھیں،" حجاج اور بگڑ جاتا ہے۔ اور کہتا ہے: تمہاری والدہ بھی بخت اور تم بھی" سعید کہتے ہیں، "غیب کی جاننے والی ذات تیرے سوا کوئی اور ہے؟
حجاج ـــ (جل کر) دیکھو تو میں تم کو دنیا کے بدلے میں کیسی لپٹیں مارتی ہوئی آگ دیتا ہوں۔
حجاج ـــ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔؟
سعید ـــ آپؐ امام ہدیٰ اور نبیٔ رحمت تھے۔
حجاج ـــ خلفاء کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔؟
سعید ـــ (لَستُ علیھم بوکیل) میں ان کا قاضی نہیں۔
حجاج ـــ ان میں کون افضل تھا۔؟
سعید ـــ جو میرے مالک کی مرضی کا سب سے زیادہ پابند تھا۔
حجاج ـــ کون سب سے زیادہ رضا جو تھا۔؟
سعید ـــ اس کا صحیح علم اُس ذات کو ہو سکتا ہے جو ان کے ظاہر و باطن سے پوری طرح باخبر ہو۔
غرض اس قسم کے سوالات و جوابات جاری رہتے ہیں ـــ حضرت سعیدؒ اسے کوئی موقعہ گرفت نہیں دیتے۔ بلکہ اپنے صاف اور جچے تلے الفاظ سے اسکی برہمی میں اور زیادتی کر دیتے ہیں۔ آخر حجاج کھسیانا ہو کر اپنے آپ سے کہنے لگتا ہے۔ اے سعید! تم ہی بتاؤ تمہیں کس طرح قتل کروں۔؟
سعید ـــ یہ تو آپ کی پسند ہے۔ آپ جیسے مجھے قتل کریں گے، خدا ایسا ہی تمہیں قتل کرے گا۔
حجاج ـــ کیا میں معاف کر دوں۔؟
سعید ـــ عفو و درگذر ہو تو اللہ کی طرف سے تم بھلا کسی کو کیا معاف کرو گے۔
اس جواب پر بحث ختم ہوتی ہے۔ اور حجاج کا حکم صادر ہوتا ہے۔ اور سعید جلاد کے ہمراہ

باہر لائے جاتے ہیں، حجاج کا پورا رعب و دبدبہ اللہ کے اس سعید بندے پر کسی طرح بھی موثر ثابت نہیں ہوتا۔ آپؒ باہر آکر ہنسنے لگتے ہیں۔ حجاج کو اسکی خبر ملتی ہے۔ وہ آپ کو واپس بلاتا اور وجہ دریافت کرتا ہے۔

آپؒ فرماتے ہیں۔ عجبت من جرأتک علی اللہ وحلم اللہ علیک۔ مجھے خدا کے مقابلہ میں تیری اس جرأت و دلیری اور تیری نسبت اللہ کے حلم پر تعجب ہوا۔

حجاج اس گرم فقرے کو سن کر آپے سے باہر ہونے لگتا ہے۔ اور جلادوں کو آرڈر دیتا ہے۔ کہ میرے سامنے اس کی گردن اتار دو۔

اب جبیر کے بیٹے سعید شہادت کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ اور اپنا رخ قبلہ کی طرف کرتے ہوئے فرماتے ہیں: وجہت وجھی للذی فطر السمٰوٰت والارض حنیفاً وما انا من المشرکین۔

حجاج ــــ ان کا منہ قبلہ سے پھیر دو۔

سعید ــــ فاینما تولوا فثم وجہ اللہ۔ جدھر تم پھیرو گے اللہ اسی طرف ہے۔

حجاج ــــ اوندھا ڈال دو۔

سعید ــــ منھا خلقنٰکم وفیھا نعیدکم ومنھا نخرجکم تارۃً اُخریٰ۔ ہم نے اسی زمین سے تمہیں پیدا کیا۔ اسی میں لوٹائیں گے۔ اور اسی سے ایک دفعہ پھر تم کو نکالیں گے۔

حجاج آپکی سیف زبانی سے تنگ آکر جلاد کو جلدی کا حکم دیتا ہے۔

سعید کلمۂ شہادت پڑھتے اور حجاج کو گواہ بناتے ہوئے فرماتے ہیں: سن لے! یہاں میری جان تو نے لے، میدانِ حشر میں میں تجھ سے لے لوں گا۔" آپ کی زبان سے یہ الفاظ ادا ہوتے ہیں۔ جلاد کا ہاتھ اٹھتا ہے۔ آپ کا سر تن سے جدا ہو جاتا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

آپ کے جسم سے اس قدر خون نکلتا ہے۔ کہ حجاج حیرت میں آکر اپنے طبیب کو تفتیش کا حکم دے دیتا ہے۔ طبیبِ خاص کی رپورٹ تیار ہو جاتی ہے۔ اور یوں عرض کرتا ہے۔ حضور! اور مقتولوں کا ڈر کے مارے آدھا خون خشک ہو جاتا تھا۔ برعکس سعید بن جبیرؒ کے کہ ان کا دل پوری طرح مطمئن تھا، انکی طبیعت بالکل آسودہ تھی، اضطراب و بے چینی کا اس طرف گذر بھی نہیں ہوا۔ اس لئے خون اپنی اصلی مقدار پر قائم رہا۔ یہ واقعہ شعبان ۹۵ھ کا ہے۔ اور رمضان کے بعد اسی سال حجاج بھی اس دنیا سے روپوش ہو جاتا ہے ▬▬